www.novelsclubb.com
NC arts
فریب تیری ذات کا
از قلم مریم بتول جکھڑ
IG / FB: NOVELSCLUBB

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

فریب تیری ذات کا

از قلم

مریم بتول جکھڑ

www.novelsclubb.com

اُسے بلکل اُس وقت جاگ آئی تھی جب تہجد کی اذان ھو رھی تھی۔

وہ ابھی بھی ہلکی نیند میں آنکھیں بند کیے کانوں میں پڑتی اذان کا جواب دے رھی تھی۔ پھر اُس آواز کا اثر کچھ گہرا ھوا تو وہ پوری طرح سے جاگ چکی تھی۔ اُس نے آرام سے بیٹھتے ھی ساتھ پڑا اسکارف سر پر اوڑھ لیا۔

اذان ابھی بھی ھو رھی تھی۔ خاموش خنک رات میں اذان کی آواز نے گویا مٹھاس گھول دی تھی۔ اُسی پل اُسکی نظر اپنے بائیں جانب رکھے سنگل بیڈ پڑی تو وہ خالی تھا۔ وہ ایک لمحے کو ٹھٹھکی۔ مگر پھر اُس نے بالکونی کا ادھ کھلا دروازہ دیکھا تو گہرا سانس لیتی اُٹھ کھڑی ھوئی۔

اگلے تین منٹ میں وہ وضو بنا کر واپس پلٹی اور پھر جاء نماز بچھا کر نماز پڑھنے لگی۔ اُسکی نماز مکمل ھو چکی تھی مگر وہ ابھی تک وہیں بالکونی میں تھی۔ اُسکی بہت ہلکی ہلکی آواز کمرے میں پہنچ رھی تھی۔ مہک نے دعا کے لئے ھاتھ اُٹھائے تو اُس کے

چہرے پر کتنے ھی زخم اُبھرے اور پھر معدوم ھو گئے۔ وہ تکلیف سے دعا مانگ رھی تھی۔ اپنے لئے نہیں کسی اور کے لئے۔ یہ دعائیں اُس نے ہمیشہ اتنی ھی تکلیف سے مانگی تھیں۔ اُسکا گلا خشک ھوتا جا رھا تھا۔ دعائیں پیاس بڑھاتی ھیں شاید۔ وہ جاء نماز سے اُٹھ گئی اور پھر کچھ دیر یونہی کھڑی بالکونی کی جانب دیکھتی رھی۔ کچھ سوچتے ھوئے وہ پلٹی اور میکانکی سے انداز میں قریب ٹیبل پر پڑے جگ سے پانی گلاس میں انڈیلتی وہیں بیٹھ کر آرام سے پینے لگی۔

کچھ لمحے بعد وہ واپس بیڈ پر موجود تھی۔ بستر ٹانگوں تک اوپر کئے اب وہ ھاتھوں پر تسبیحات پڑھ رھی تھی۔ اُسی پل بالکونی کا دروازہ پورا کھلا اور وہ بے دھیانی میں ھاتھ میں پکڑے موبائل کی طرف دیکھتی اپنے بیڈ کے قریب آ کھڑی ھوئی۔ موبائل بند کرتے ھی اُس کی نظر مہک پر پڑی تھی۔ اُس کی آنکھوں میں حیرت کا تاثر تھا۔

"کیا ھوا مہک؟ تم جاگ کیوں رھی ھو اِس وقت؟" وہ حیرت زدہ آواز میں بولی۔

مہک نے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا پھر سکون سے دوبارہ ھاتھ پر تسبیح کرنے لگی۔ وہ اپنے بیڈ پر رات کے اِس پہر یوں بیٹھی علما کے لئے حیرت کا باعث تھی۔

"تم ٹھیک ھو اب؟" مہک کے دریافت کرنے پر وہ تھکے ھوئے سے انداز میں اُسے دیکھنے لگی۔

"پارٹی میں میرا اتاش سے کچھ جھگڑا ھو گیا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ خفا ھو کر چلا گیا۔ لیکن وہ مجھ سے زیادہ دیر ناراض نہیں رہ سکتا۔ اِسی لئے کال کی تھی اُس نے۔" اُس نے تفصیل بتائی۔ شام والے واقعے کے بارے میں کچھ نہیں بولی تھی وہ۔ یوں جیسے بھول بھی چکی ھو۔

"تم کیوں جاگ رھی تھی؟" اُس نے خیال آنے پر پھر پوچھا۔ مگر وہ تو جیسے کہیں دور کھوئی ھوئی تھی۔

"میں تم سے کچھ پوچھ رھی ھوں مہک۔۔۔تم اِس وقت جاگ کیوں رھی ھو؟"
اُس نے اپنا سوال دہرایا اور پھر اُس کے قریب ھی بائیں جانب اپنے سنگل بیڈ پر پاؤں نیچے لٹکائے بیٹھ گئی۔

جب تم اپنی محبت کے ایک فون پر اُس سے بات کرنے کے لئے اُٹھ جاتی ھو تو میں" کیسے اپنی محبت کے بلانے پر سوئی رہ سکتی ھوں علما؟ نیند محبوب کے لئے قربان کی جاتی ھے۔۔۔میں بھی اُسی سے بات کرنے کے لئے جاگ رھی تھی جسے عام لفظوں میں محبوب کہتے ھیں۔"اُسکا جواب علما کی توقع کے بر عکس تھا۔وہ اُسے سمجھ نہیں پائی تھی۔ مگر اُس کے چہرے پر کچھ شرمندگی ضرور آئی تھی۔

تو مہک جانتی ہے کہ اتاش میرے لئے دوست سے بڑھ کر ہے۔"اُس نے ایک" لمحے کے لئے سوچا۔پھر واپس نارمل ہوئی۔

تم کیا بات کر رھی ھو مہک ؟رات کے تیسرے پہر اتنی ٹھنڈ میں۔۔۔تم مجھ سے" مذاق کر رھی ھو؟"اُسکے خفگی بھرے سوال پر وہ دھیرے سے مسکرائی پھر آنکھیں بند کر کے ہولے سے نفی میں سر ہلایا اور بستر پر لیٹنے لگی۔

میں اِس وقت تم سے کیوں مذاق کروں گی علما۔۔۔میں نے تو سیدھی بات کہی" ھے، بالکل سیدھی اور صاف۔تم اُس انسان کی کال پر اُٹھی ھو جسے تم ریجیکٹ نہیں کر سکتی اور میں اُس کی کال پر جو آسمانوں میں رہتا ھے۔"اُسکا انداز ویسا ھی پُر سکون اور ٹھہرا ھوا تھا۔علما کو سمجھ نہیں آیا کہ کیا ردِ عمل دے۔وہ بس شانے اچکاتی اور سر جھٹکتی بیڈ پر لیٹی اور بستر اوپر تان لیا۔

جانتی ھو علما۔۔۔اُسکا ساتھ انسانوں کے ساتھ سے بہتر ھے۔"چند لمحے چھت" کو گھورنے کے بعد وہ بولی تو دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔مہک نے چہرہ گھما کر اُسے دیکھا تو اُسکا چہرہ بھی بستر میں کہیں چھپ چکا تھا۔

اُسکی کی آنکھوں میں کوئی تاثر اُبھرا تھا۔۔۔حسرت اور چاہ کا تاثر۔

www.novelsclubb.com

★★★★★

سرخ درودیوار والی حویلی پوری شان وشوکت سے کھڑی تھی۔ حویلی کی چار دیواری کے اندرونی حصے میں کشادہ صحن کے درمیان لگے اونچے پیڑوں کے نیچے موجود کبوتروں کو دانہ ڈالتے ہوئے وہ بہت مصروف دکھائی دے رہیں تھیں۔

تم_____تم جانتے ہو پرندو، خوشی کیا ہوتی ہے؟" وہ پرندوں کے اِدھر سے اُدھر جاتے غول سے مخاطب تھیں۔

خوشی، محبت ہوتی ہے۔۔۔۔اور جانتے ہو محبت کیا ہوتی ہے؟" فاطمہ خاتون نے کبوتروں کے قریب جُھک کر سرگوشی کی صورت میں پوچھا۔

اے بوڑھے کبوتر! تُو بتا۔۔۔محبت کیا ہوتی ہے؟ تجھے تو علم ہوگا۔" اُنہوں نے اُن میں سے ایک کو مخاطب کیا۔

معلوم نہیں کہ لوگ محبت کسے کہتے ہیں_____مگر میرے لئے تو محبت اولاد ہے۔" وہ اب بھی اُنہی کبوتروں سے مخاطب تھیں مگر نگاہیں آسمان پر ٹِکی تھیں۔

اور جانتے ھو دُکھ کیا ھوتا ھے ؟"اُنھوں نے دوبارہ پرندوں کو دیکھا۔آنکھوں میں اذیت در آئی تھی۔

"محبت سے دور ھو جانا____اور چاہ کر بھی اُس محبت سے دوبارہ نہ مل پانا۔"اُن کی آنکھیں نم ھوئیں۔اور پھر وہ ایک گہرا سانس لے کر پاس ھی چبوترے پر بیٹھ گئیں۔

"امی_____کھانا لگا دیا ھے آجائیں۔"اُسی وقت اُنہیں اپنے قریب سے آواز سنائی دی۔وہ ٹھٹھک کر اُس جانب متوجہ ھوئیں۔

"کیا ھوا امی ؟آپ ٹھیک تو ھیں نا؟"اُنہیں یوں دیکھ کر وہ پریشانی میں بولی۔وہ کل شام ہی واپس حویلی آچکے تھے۔

"ھاں میں ٹھیک ھوں انا____اور تمہارے ھوتے ھوئے مجھے کیا ھو سکتا ھے، ھاں ؟"اُنھوں نے مسکراتے ھوئے یقین دلانا چاھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں آپ کو کچھ ھونے دے بھی نہیں سکتی۔۔۔آپ فکر مند لگ رھی ھیں۔"وہ"
مطمئن نہیں ھو سکی تھی۔

مصائب کو ہمارے گھر کا راستہ بہت آسان لگتا ھے انا۔۔۔پتا نہیں اور کتنی"
"آزمائشیں باقی ھیں۔بس احمد گھر نہیں ھے تو ہر وقت دل اُسی میں اٹکا رھتا ھے۔
اُن کی آنکھوں کی نمی گہری ھو گئی تھی۔انا اُن کے ساتھ ھی برابر میں بیٹھ گئی۔

امی آپ کو دیکھ کر صبر کی عملی شکل دیکھی ھے میں نے۔جانتی ھوں کہ بہت کچھ"
سہا ھے آپ نے۔اور یہ بھی جانتی ھوں کہ بہت باہمت ھیں آپ۔اگر جو آپ
میری زندگی میں نہ آئی ھوتیں تو میں آج یوں سینے میں موجود اِس گوشت کے
"لوتھڑے کے شق ھو جانے کے باوجود آپ کے سامنے اِس طرح نہ بیٹھی ھوتی۔
وہ سر جھکائے جھولی میں دھرے ھاتھوں کو دیکھتی کہہ رھی تھی۔

مجھے یاد ھیں وہ دن جب ہم کسی کے گھر میں پناہ گزین تھے۔باہر نکلنے کا کوئی راستہ"
نہ تھا کہ پولیس ہر جگہ موجود رھتی تھی۔تب بہت خوف آتا تھا مجھے پولیس سے۔

اور مجھے وہ دن بھی یاد ھے جب بابا کی تلاش میں ایک پولیس آفیسر ہمارے گھر موجود تھا۔اُس کے الفاظ نے اُس دن میرے دل میں وہ خوف پیدا کر دیا تھا کہ میرا دل کیا خود کو کسی ایسی جگہ چھپا لوں جہاں کسی کو نظر نہ آؤں۔"انا کی آنکھوں میں ایک عجیب سی نفرت در آئی تھی۔

عالم چوہدری کی بیٹی ھے یہ۔سنا ھے کہ اُسے بہت پیاری ھے۔اگر عالم چوہدری یا" اُسکے بیٹے نہیں ملتے تو اِسے لے جائیں گے۔بیٹی کی محبت میں تو ضرور گرفتاری دے دے گا۔"اُس پولیس آفیسر کے الفاظ اور اُسکا غلیظ لہجہ اُسکے کانوں میں گونجنے لگا۔ کس قدر نِرلاج تھا وہ شخص۔اُسے کہاں خبر تھی کہ اُسکے الفاظ نے اُس چھوٹی سی بچی کے دل اور ذہن پر کیا اثر ڈالا تھا۔اور شاید آج بھی کہیں اندر وہ پولیس سے خوفزدہ تھی۔اُسے نفرت تھی اِن وردی والے محافظوں سے جو قصوروار کے تلوے چاٹتے نہیں تھکتے اور بے قصور کے پیچھے کتے کی طرح لگ جاتے ھیں۔

تم بہادر خاندان سے ہو، بہادری تمہارے خون میں شامل ہے۔ تمہیں وہ ماحول" میسر رہا کہ جہاں تم نے گولیاں چلتی ہوئی دیکھیں، خون بہتے ہوئے دیکھا، کئی اضلاع کی پولیس کو اپنے پیچھے بھاگتے ہوئے اور کئی پیاروں کو جیل جاتے ہوئے بھی دیکھا۔ تم بہادر ہو اور زندگی نے تمہیں اُن صلاحیتوں سے نوازا ہے کہ جو آج کل کے مردوں میں بھی نہیں۔ چاہے جو کچھ بھی ہو جائے خود کو کبھی کمزور تسلیم مت ، کرنا، جس دن خود کو کمزور تصور بھی کر لو تو سمجھو اُس دن تم ہار گئی۔ یہی سبق تھا اور یہی رہے گا۔" فاطمہ خاتون نے اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھ پر رکھ کر مضبوط آواز میں کہا۔ اُن کی مضبوطی کی وہ ہمیشہ سے اسیر رہی تھی۔ کس قدر بہادر خاتون تھیں وہ جنہوں نے کئی رشتوں کو جدا ہوتے ہوئے دیکھا اور مصیبتوں کو ہنس کر گلے لگاتیں رہیں مگر لبوں سے کبھی کوئی شکوہ نہیں نکالا۔ وہ ایک نہایت عقلمند اور سگھڑ خاتون تھیں۔ اُن کا اور عالم چوہدری کا تعلق بہت خوبصورت تھا مگر تب تک جب تک اُن کے درمیان لوگ نہیں آئے تھے۔

www.novelsclubb.com

ایک سال پہلے عالم چوہدری اور اُن میں کچھ اختلافات ھونے لگے تھے۔ اختلافات بھی کس بنیاد پر؟

عالم چوہدری کی بہن نے جانے کیا کہا تھا اُنہیں کہ اُن کے تیور اچانک ھی بدلنے لگے۔ دراصل وہ خود بھی اب باہر کی خواتین میں دلچسپی لینے لگے تھے۔ اور مرد جب باہر دلچسپیاں لینے لگے تو اُسے قابو کرنا مشکل ھوتا ھے۔ خاص طور پر تب جب اُس کے اپنے بہن بھائی حوصلہ افزائی کے لئے موجود ھوں۔

عالم چوہدری کی بہن کا جتنا بڑا ہاتھ تھا اُنہیں جدا کرنے میں اتنا ہی سلطان چوہدری کا بھی تھا۔

www.novelsclubb.com

"تم جیسا بے غیرت انسان اِس دنیا میں پیدا ھی نہیں ھوگا بھائی اگر تم فاطمہ کی طرف واپس لوٹ گئے تو۔" سلطان چوہدری کے یہ الفاظ کون بھولا تھا۔

اور پھر ایک سال قبل ھی ایک روز عالم چوہدری نے باہر کی کسی مطلقہ خاتون سے دوسری شادی کر لی تھی جس کا پہلے ایک بیٹا تھا۔ فاطمہ خاتون نے اُنہیں روکنا نہیں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

چاہا تھا۔ مرد بے وفائی پر اُتر آئے تو عورت کی عزت یہ گوارہ نہیں کرتی کہ اُس سے منت سماجت کرتی پھرے۔ یہ اُن کا اپنا فیصلہ تھا۔ اور ایک دن وہ جانے کہاں سے بے حد غصے میں آئے تھے، اور فاطمہ خاتون پر اُس دن پہلی بار کسی نے ھاتھ اُٹھایا تھا۔ یہ اُن کا اپنا شوہر ھوگا اُنھوں نے توقع نہ کی تھی۔ وہ جس قدر اپنے باپ کی لاڈلی تھیں۔ اُنہیں سسرال میں اُس قدر ھی مشقت اُٹھانا پڑی تھی۔ اور اُسی دن سے فاطمہ خاتون نے بھی یہ طے کرلیا تھا کہ اب جتنی بھی زندگی ھوگی وہ زندگی اولاد کے لئے ھوگی۔ شوہر کا تصور بھی اُنھوں نے ذہن سے جھٹک دیا تھا۔ وہ اپنے بچوں کو لے کر واپس اپنے باپ کے گھر آگئیں تھیں۔ اور اُن کی شخصیت کا ایک خاصا یہ بھی تھا کہ وہ جسے چھوڑ دیتی تھیں اُسے پلٹ کر دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتیں تھیں۔ کبھی کبھی یہی سزا ہر سزا سے بڑھ کر ھوتی ھے۔

www.novelsclubb.com

اُن کے بیٹے جوان تھے۔ وہ اپنی ماں کے فرمانبردار تھے، اُنہیں زیادہ دیر اپنے باپ کے گھر نہیں رہنا پڑا تھا۔ آج اُن کی اپنی حویلی تھی۔ آج اُن کے دونوں بیٹے خود مختار تھے۔ وقت کبھی بھی ایک سا نہیں رہتا۔

اچھا چھوڑو سب کچھ، اندر چلو کھانا ٹھنڈا ہو جائے گا۔" فاطمہ خاتون نے کہا۔"

خیالات جھٹک دیے گئے تھے۔ خیالات کو جھٹکنا ہی پڑتا ہے۔

وہ سر اثبات میں ہلا کر اُٹھ گئی۔

★★★★★

صبح اُسکی آنکھیں رتجگے کے باعث سُرخ دکھائی دے رہیں تھیں۔ اُسکا دل بیزار تھا مگر وہ پہلے سے پُر سکون تھی۔ وہ بہت سی اُلجھنوں کا شکار تھی مگر پھر بھی مسکرا رہی تھی۔ پتا نہیں ایسا کیا تھا جو اُسکی مسکراہٹ قائم رکھتا تھا۔ وہ خود بھی نہیں سمجھ پاتی تھی کہ اُس کے اندر ایسا کیا ہے کہ جو اُسے اداس ہونے کے باوجود بھی اداس نہیں لگنے دیتا تھا۔ اور یہی بات اُسے کمزور نہیں ہونے دیتی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آج بہت سے لوگ اسنومین بنا رھے تھے۔ برف باری اُسے شروع سے ہی پسند تھی۔اِسی لئے وہ سخت سے سخت برف باری میں بھی بستر میں دُبکی نہیں رہ سکتی تھی۔ وہ معمول کے مطابق جینز شرٹ کے اوپر جیکٹ پہنے گھنگریالے بھورے بال کھولے ھوئے تھی۔

ایک کندھے پر اپنا سیاہ بیگ لٹکائے وہ آگے سینٹ جان کالج کے قریب پہنچ چکی تھی۔ ریور کیم کے پانی پر برف کی باریک پرت جمنے لگی تھی۔اُسے دو ہی موسم پسند تھے اور بے حد پسند تھے۔ایک برفباری والا سرد موسم اور دوسرا خزاں کی بارش والا برساتی موسم جب موسلادھار بارشوں کی پھوار میں کھڑے ھونا وہ اپنے آپ پر فرض سمجھتی تھی۔

اُس نے ایک مناسب جگہ تلاش کرنا چاھی۔اُسے اپنا ایک اسنومین بنانا تھا۔

پھر وہ ایک برفیلے درخت کے قریب ھی گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی۔

مہک نے اُسے کلاس کے بعد جوائن کرنے کا کہا تھا۔تب تک اُس نے بیگ سے چند اسٹِکس نکال کر اسنو مین بنانا شروع کیا۔

اُسکے ھاتھوں میں یوں مانو سحر تھا۔وہ لکھتی تھی تو کوئی خوبصورت الفاظ بکھیر دیتی تھی۔وہ پینٹ کرتی تو کوئی رنگوں سے آراستہ جگہیں، پرندے، پھول، درخت پینٹ کر دیتی تھی۔وہ اسنو مین بنانے لگی تو ھاتھوں کی مہارت ایک بار پھر ظاہر ھونے لگی تھی۔

برف کی جلن ھاتھوں میں اُتر رھی تھی۔اُسکے ھاتھ منجمد ھونے لگے تھے۔مگر وہ اپنے اسنو مین کو بکھرنے سے بچاتی رھی۔

انسان کے اپنے ذاتی رشتے بھی اسنو مین کی طرح ہی ہوتے ھیں۔ہم اُنہیں خود بناتے ھیں، اُن سے تکلیفیں سمیٹتے ھیں، لیکن پھر بھی اُنہیں گرِ جانے سے، ٹوٹ جانے سے بچاتے رھتے ھیں۔

www.novelsclubb.com

اسنو مین بن چکا تھا بس اُسکا چہرہ رہ گیا تھا۔ علما نے بہت سی برف اکٹھی کر کے اُسے گول کیا۔ اور ایک ترتیب سے اُسکی گردن پر جوڑا۔ وہ اب اُسکی آنکھیں بنا رھی تھی۔ دو چیریز آنکھوں کے لئے مناسب تھیں۔ اُس نے ایک قدرے موٹی ڈور کو درمیان سے ٹیڑھا کر کے اُسکے لب بنا دیے۔ وہ اب فرصت سے بیٹھی اپنے اسنو مین کو دیکھ رھی تھی۔ وہ مسکرا رھا تھا۔ اُس نے سوچنا چاھا کہ کوئی کمی تو نہیں رہ گئی۔ پھر اُس نے کیمرہ نکال کر اُس کی تصویر لی تھی۔ اُس کے پیچھے سینٹ جان کالج کی طرف جاتا آدھا پل دکھائی دے رھا تھا۔ دا برِج آف سائیز! یعنی "آہوں کا پُل۔" ابھی وہ تصویر لے رھی تھی کہ مہک کی آواز پر ٹھٹھکی۔

www.novelsclubb.com

!واہ۔۔۔۔۔ماشاءاللہ"

وہ کافی بلند آواز میں بولی تھی۔

آگئی تم۔۔۔" علما نے ٹھٹھرتے ھوئے پوچھا۔ اُسے اب واقعی میں سردی محسوس" ھونے لگی تھی۔

ھاں بالکل آگئی ھوں، لیکن مجھے لگتا ھے اب میری ضرورت نہیں رھی۔"اُس" نے قدرے مایوسی سے کہا۔

تمھاری ضرورت کب نہیں ھوتی؟ چلو ہماری تصویریں لو۔" علما نے کیمرہ اُس کی" طرف بڑھا دیا اور خود اپنے بنائے گئے اسنومین کے قریب ھوئی۔

چند لمحے یوں ہی قید ھو گئے تھے۔

★★★★★

سفید بنگلہ خاموش اپنی جگہ پر کھڑا ہر راز کا گواہ تھا۔خاموش گواہ۔ ہر آہ کا جو اِس کے اندر بھری گئی تھی۔

وہ لان میں بیٹھے بھاپ اُڑاتی چائے کا کپ ھاتھ میں تھامے ھوئے تھے۔اُن کے سامنے مدیحہ بیگم بیٹھیں کسی سوچ میں ڈوبی ھوئی معلوم ھو تیں تھیں۔

حسن؟"چند لمحے بعد اُنھوں نے اپنے سامنے بیٹھے شخص کو مخاطب کیا۔ جس کا" وقار آج بھی اپنی جگہ پر قائم تھا۔

ہوں ؟"اُنہوں نے سوالیہ نگاھیں اُٹھا کر دیکھا۔"

آپ نے اپنی بیٹیوں کے بارے میں کیا سوچا ھے پھر ؟"اُنہوں نے اتنا ھی" پوچھا۔اُن کے سامنے لمبی بات کرنا مدیحہ کے لئے ہمیشہ سے ایک دشوار عمل ہی رہا تھا۔

کس بارے میں کیا سوچا ھے ؟اُن کی شادی کے بارے میں ؟"اُنہوں نے پوچھا۔"

بالکل۔۔۔اب اُن کی عمر ھو چکی ھے۔خاص طور پر سفیرہ کی۔کیا اِسی طرح گھر" میں بیٹھی رھیں گی وہ؟"اُن کا انداز ہمیشہ کی طرح ہچکچاہٹ لئے ھوئے تھا۔

نہیں۔اِسطرح کیوں بیٹھی رھیں گی گھر پر،شادی کی عمر ھے تو شادی ہی کریں" گے۔"وہ نارمل انداز میں کہہ کر چائے کا سپ لینے لگے۔

لیکن کہاں کریں گے شادی۔۔۔کوئی رشتہ ھے آپ کی نظر میں ؟"اُن کی" نظروں میں خوفزدہ سا استفہامیہ تاثر تھا۔

ھاں، اپنا معیز ھے نا، شہلہ آپا کا بیٹا۔ اُنھوں نے پہلے بھی بات کی تھی سفیرہ کے لئے، اُنہیں ھاں کر دی ھے میں نے۔" اُنھوں نے کوئی پہاڑ توڑ ڈالا تھا مدیحہ پر۔ اُن کی آنکھیں کُھلی کی کُھلی ھی رہ گئیں۔

معیز کے ساتھ؟ لیکن اُن دونوں کا کوئی جوڑ نہیں بنتا حسن۔" مدیحہ بیگم نے" حیرت و دُکھ سے کہا تھا۔

کیا مطلب ھے کوئی جوڑ نہیں بنتا؟ اچھا بچہ ھے، اپنا کماتا ھے، اپنا کھاتا ھے۔ جوڑ" کیوں نہیں بنتا؟"

اُنھوں نے ذرا سی سخت روی اپنائی۔

لیکن وہ سفیرہ سے پندرہ سال بڑا ھے۔ سینتیس سال عمر ھے اُسکی۔۔۔" حسن" نے اُن کی بات کاٹی۔

پندرہ سال کا فرق بہت زیادہ نہیں ھوتا۔اپنے گھر کا بچہ ھے اِس میں کوئی قباحت "
نہیں کہ سفیرہ کی شادی اُس سے کر دی جائے، ویسے بھی اِس نے میری بہت عزت
رکھی ھے جو اِس کا ہم عمر لڑکا ڈھونڈتا پھروں میں۔اور تم اب مزید اِس پر کوئی
اعتراض نہیں کرو گی۔"اُنہوں نے ختمی لہجے میں کہا۔مدیحہ بیگم کچھ بول نہیں
پائیں۔

وہ کتنی دیر افسوس کے عالم میں اُن کا چہرہ تکتی رھیں۔اُسی لمحے سفیرہ لان میں
داخل ھوئی تھی۔اُس نے آتے ھی حسن کو مخاطب کیا تھا۔

مجھے کوئی نوکری کرنی ھے بابا۔پھر چاھے وہ کوئی اسکول کی نوکری ھو یا آپ کے "
آفس کی۔مجھے اجازت چاہیے آپ سے۔"وہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے سپاٹ لہجے میں
پوچھ رھی تھی۔اُس نے اپنی ماں کے بے یقین چہرے پر غور نہیں کیا تھا۔

حسن علی خان سیدھے ھوئے تھے۔

یوں اچانک کیسے خیال آگیا تمھیں نوکری کا۔حالانکہ تم اچھے سے جانتی ھو کہ "
تمہارا اِس گھر سے باہر نکلنا منع ھے۔"اُن کا لہجہ سخت نہیں تھا۔

اگر مجھے اِس گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں ھے تو پھر سائیکاٹرسٹ کے پاس کیوں "
لے کر جاتے رھے ھیں آپ مجھے ؟"اُس نے بھنویں اچکا کر پوچھا۔

تم اکیلی نہیں جاتی رھی ھو،ماں ساتھ جاتی تھی تمہارے۔"اُنہوں نے چائے کا"
کپ واپس میز پر رکھا۔

تو پھر اب بھی میری ماں کو ھی بھیج دیں میرے ساتھ۔"اُس نے دانت پیس کر "
کہتے ھوئے مدیحہ کی جانب چہرہ پھیرا۔

یقیناًاِنہیں کوئی اعتراض نہیں ھوگا میرے ساتھ کہیں جانے میں۔یہ بھی اِسی قید "
کی حصہ دار ھیں۔"اُسکا انداز طنز سے بھرپور تھا۔

تمھیں تب تک کہیں جانے کی اجازت نہیں ملے گی جب تک تمھاری شادی نہیں ہو جاتی۔" اُنہوں نے کہا تو سفیرہ نے سوالیہ نگاھوں سے چہرہ دوبارہ اُن کی طرف موڑا۔

تمھاری پھپھو کے بیٹے سے تمھاری شادی طے ھونے جا رھی ھے۔ معیز سے" "شادی کے بعد اُس کے آفس میں کام کر سکتی ھو تم۔ کُھلی اجازت ھو گی تمھیں۔ سفیرہ کی بے تاثر نگاھیں ایک پل میں ھی بے یقین ھو گئیں تھیں۔ نمی جانے دل کے دو ٹکڑے ھونے پر نکلی تھی یا اپنی ذات کی تضحیک ھونے پر۔

وہ ایک لفظ تک نہیں کہہ پا رھی تھی۔ وہ اُنہیں بے یقینی سے دیکھ رھی تھی۔ مدیحہ بیگم نے ضبط قائم رکھنے کی ناکام کوشش کی تھی۔

لاؤنج کے دروازے کے قریب کھڑی مہیرہ لبوں پر ھاتھ رکھے خود کو یقین دلانے کی کوشش کر رھی تھی۔

معیز بھائی۔۔۔؟" جانے کیسے سفیرہ کے منہ سے دو لفظ نکلے تھے۔آج باپ پر رہا سہا بھرم بھی ختم ہو گیا تھا۔وہ بے یقینی سے نم آنکھیں لئے اپنے سامنے بیٹھے اُس شخص کو دیکھ رہی تھی۔اُس نے بے یقینی سے نفی میں سر ہلایا۔آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے تھے۔

لے جاؤ اِسے،اور سنبھالو جا کر۔یہ جو کچھ ہو رہا ہے اِس کے اپنے کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔" وہ بے دردی سے مدیحہ بیگم سے مخاطب ہوئے۔

وہ فوراً اُسے اُٹھ کر اُسے تھام کر اندر لے گئیں۔

★★★

اُسے کمرے میں بیڈ پر بٹھا کر وہ اُس کے پاس ہی بیٹھ گئیں تھیں۔

ماں۔۔۔؟" اُس نے بے ساختہ ہی خود کو کہتے سنا۔وہ حواسوں میں نہیں لگ رہی تھی۔مدیحہ بیگم نے آنکھوں کی نمی صاف کی۔

www.novelsclubb.com

اولاد پر دونوں والدین کا حق ہوتا ہے ماں۔۔۔۔نہ ایک کا زیادہ نہ دوسرے کا کم۔"
اگر ان میں سے کوئی ایک بھی اولاد پر زیادتی کرے تو دوسرے کا فرض بنتا ہے کہ
وہ اُسے روکے۔بنتا ہے نا فرض؟"اُس کا انداز قابلِ رحم تھا۔"اولاد جب دونوں کی
ہے تو اُس پر حکم بھی دونوں کو چلانا چاہئے۔"اُس کا لہجہ زخمی تھا۔وہ شدت جذبات
سے بول رہی تھی۔مدیحہ بیگم سے سانس لینا مشکل ہو رہا تھا۔

کیا ہی بُرا ہوتا ہے وہ شخص جو اللہ کا بندہ ہو اور انسانوں سے ڈرتا ہو۔آپ کو پتا ہے"
ماں۔۔۔ایک وقت تھا جب میں بھی ڈر جایا کرتی تھی۔میں بھی انسانوں سے خوف
کھاتی تھی۔بالکل تب ہی میری زندگی میں ایک ایسا شخص آیا کہ اُس جیسا میں نے
پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔وہ صرف اللہ سے ڈرتا تھا۔اُس نے مجھے بھی لوگوں سے
ڈرنے پر بزدل کہا تھا۔وہ مجھے بزدل کہتا تھا تو مجھے بُرا نہیں لگتا تھا کیوں کہ میں جانتی
تھی کہ میں واقعی بزدل ہوں۔مجھے یہ سکھایا ہی نہیں گیا تھا کہ میں کسی کا مقابلہ کر
سکوں۔میرے ماں باپ نے مجھے دنیا سے لڑنا سکھایا ہی نہیں تھا۔مگر اُس شخص نے

www.novelsclubb.com

مجھے اُس چھوٹے سے دورانیے میں بہت کچھ سکھایا تھا۔میں نے اُسے اپنے لئے پسند کیا تھا۔اور وہ پسند بھی میرے لئے جرم بن گئی۔میں نے کوئی حرام کا کام نہیں کیا تھا امی۔۔۔میں نے کوئی بد کرداری والا کام نہیں کیا تھا۔میں نے بس اپنا اختیار "استعمال کیا تھا۔میں کیوں نہ استعمال کرتی اپنے رب کی طرف سے دیا گیا اختیار؟

آج اُسے چپ نہیں ہونا تھا۔اُسے سب کچھ بتانا تھا اپنی ماں کو۔

لیکن میں نادان تھی،نادان ہی رہی۔مجھے علم نہیں تھا کہ کچھ فیصلے زمینی خداؤں" کے بھی ہوتے ہیں۔اور زمینی خدا اختیارات نہیں دیا کرتے_____وہ تو بس مسلط کرتے ہیں،مسلط کرنا ہی جانتے ہیں۔اِنہی زمینی خداؤں نے محبت جیسے جذبے کو جرم بنایا ہے۔اور جو جرم یہ خود کرتے ہیں اُسے غیرت کا نام دے کر دبا دیا جاتا ہے۔کہاں لکھا ہے ہماری شریعت میں کہ زبردستی بیٹیوں کی شادی اُن کی مرضی کے خلاف کروادی جائے؟لیکن میرے کہنے سے یا میرے پوچھنے سے کیا ہوگا امی۔۔۔یہ توازل سے ہوتا آیا ہے کہ بیٹیوں کی کوئی حیثیت ہی نہیں،مجھے لگتا

www.novelsclubb.com

ھے کہ وہ دور ہی ٹھیک تھا کہ جب بچیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا کم از کم وہ زندگی کی اذیتوں سے تو بچ جاتیں تھیں۔"اُسکا دل پھٹ جانے کو تھا۔انسان کیسے کیسے الفاظ بول جاتا ھے نا تکلیف میں۔مدیحہ بیگم کے لبوں سے ہچکی آزاد ھوئی تھی۔وہ اُسکی باتوں کو سہنے کے لئے ہمت مجتمع کر رھی تھیں۔

سفیرہ کی بھیگی پلکیں ساکت ھو گئیں تھیں۔وہ خاموش ھو گئی تھی۔چند لمحے کمرے میں موت کا سا سناٹا چھایا رھا۔مگر پھر ایک دم ہی وہ اپنی جگہ سے اُٹھ گئی تھی۔

میں۔۔۔اب کسی سے نہیں ڈرتی۔لڑکی ھوں تو کیا ہر فیصلے پر گردن جھکا دوں؟" میں آپ کی طرح نہیں بنوں گی امی۔میں کبھی بھی اُس جگہ شادی نہیں کروں گی۔ معیز جیسے شخص سے تو ہرگز نہیں۔جسے عورت کی عزت کرنا نہیں آتا اُس سے شادی کر لوں؟ بالکل نہیں۔یہ میری زندگی ھے،اِسکے فیصلے بھی میرے ھی ھوں گے۔"اُسکا لہجہ اٹل تھا۔وہ اِس قدر بلند اور مضبوط آواز سے بولی تھی کہ مدیحہ بیگم کا دل ایک پل کو لرز کر رہ گیا۔

آپ چلی جائیں میرے کمرے سے۔۔۔۔مجھے اب کچھ نہیں کہنا آپ سے، نہ "
اپنے دکھ سنانے ھیں نہ ہی آپ سے کوئی اُمید رکھنی ھے اِس بات کی کہ آپ
میرے حق میں بولیں گی۔ میں اپنی مددگار خود ھوں، پہلے بہت باتیں مانی ھیں آپ
دونوں کی مگر یہ نہیں مانوں گی۔"اُس نے دوٹوک لہجے میں کہہ کر چہرہ پھیر لیا تھا۔

مدیحہ بیگم ایک لفظ بھی نہیں بولیں تھیں۔اُنھوں نے دھیرے سے اُٹھ کر کمرے
سے باہر قدم بڑھا دیے۔دروازے کے ساتھ کھڑی مہیرہ پر ایک نم نگاہ ڈال کر وہ
آگے بڑھ گئیں تھیں۔

★★★★★

www.novelsclubb.com

اُس نے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر قدم رکھا تو ہر طرف سے جیسے احمد بھائی کے
وجود کی خوشبو آنے لگی تھی۔ایک پل کے لئے تو اُسے لگا جیسے وہ یہیں کہیں ھو۔

اُس کا کشادہ کمرہ شاہانہ انداز لئے ھوئے تھا۔دیواروں پر چند پینٹنگز چسپاں تھیں۔
ایک طرف اُسکی بڑی سی تصویر لگی تھی۔جس میں وہ اپنی پسندیدہ رائفل کندھے پر

رکھے سفید شلوار قمیص میں ملبوس پاؤں میں کھیڑی پہنے کسی شاہانہ محل میں رھنے والا شکار کا شوقین شہزادہ ھی معلوم ھوتا تھا۔

،ایک دیوار کے ساتھ شیشے کی الماری میں اُسکی گنزر کھی تھیں۔ طرح طرح کی گنز پستول اور ہر قسم کا اسلحہ وہاں موجود تھا۔انا نے آگے بڑھ کر اُسکی پسندیدہ گن نکال کر ھاتھوں میں لی۔اُسے دیکھتے ھوئے آنکھوں میں نمی اور لبوں پر مسکراہٹ در آئی تھی۔وہ جانتی تھی اُسے اسلحے سے عشق تھا۔وہ بہادر تھا اور نڈر بھی، ایسے بہادروں کی تو دنیا دشمن ھوتی ھے، مگر اُسے اِس چیز سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا، وہ کہا کرتا تھا کہ ایسی زندگی کا کیا فائدہ جس میں کوئی دشمن نہ ھو______اُس ایک شخص میں وفاداری، دلیری، جرأت، طاقت، خوبصورتی، شفقت اور محبت جیسے تمام جذبوِں کا امتزاج تھا۔وہ اپنے آپ میں ایک ھی تھا مگر جیسے ایک دنیا اُس کے اندر بستی تھی۔

انا نے ھاتھ میں موجود رائفل کو یوں پکڑا کہ جیسے نشانہ باندھ رھی ھو۔اُسے بھی تو اپنے بھائی جیسا بننے کا شوق تھا۔جب پہلی بار اُس نے سترہ سال کی عمر میں رائفل

سے گولی چلائی تھی تو احمد کی خوشی کے ٹھکانے نہ تھے۔ وہ بھاگتا ھوا اسد کے پاس گیا تھا۔ اُسے بتا کر پھر اُس نے فاطمہ خاتون کو بتایا اور پھر عالم چوہدری کو۔ اُسکا بس نہیں چل رھا تھا کہ وہ مٹھائی بانٹے۔ تب جو حالات چل رھے تھے اُن حالات میں یہ ایک بہت بڑی اور اچھی خبر تھی کہ انا گولی چلانا سیکھ گئی ھے۔ اور اِس کے پیچھے وجہ بھی وہی تھا۔ وہ اُسکے نقشِ قدم پر چلنے کی عادی ھو چکی تھی۔

اُس نے رائفل واپس سیدھی کی اور پھر اُسی جگہ پر رکھ دی۔

احمد کے کمرے کی ایک ایک چیز اُسکے لئے بہت قیمتی تھی۔ وہ جب تک اِس کمرے میں نہیں آتی تھی اُسکا دن نہیں گزرتا تھا۔ وہ اُس کے بیڈ کے قریب گئی۔ سائیڈ ٹیبل پر ایک شیشے کی ڈبی میں اُسکی قیمتی گھڑی رکھی تھی۔ وہ ہمیشہ گھڑیاں ساتھ ھی رکھنے کا عادی رھا تھا۔ جانے کیوں؟ وہ اکثر سوچتی تھی کہ وہ وقت کا پابند تو نہیں پھر گھڑی کیوں ساتھ رکھتا تھا۔ مگر اُسے کبھی بھی اِس سوال کا جواب نہیں ملا تھا۔

www.novelsclubb.com

اُس نے بے ساختہ ہی جھک کر ڈرار کھولا۔اُسکی آنکھوں میں سوالیہ اور متجسس سا تاثر اُبھرا۔پھر اُس نے دراز میں پڑا وہ تہہ شدہ ورق نکال لیا۔انا کے ماتھے پر بل پڑے۔

اُسے کھول کر دیکھا تو احمد کی لکھائی میں کچھ لکھا تھا۔جیسے کسی کو خط لکھا جاتا ھے۔

"ادھورا قصہ۔"

سب سے اوپر موجود دو لفظ پڑھ کر اُسکی بے چینی مزید بڑھی تھی۔اُس نے آگے پڑھنا چاھا۔

تمہیں علم ھے؟اِس کہانی کا مؤرخ میں ھوں۔جب پہلی بار تمہیں دیکھا تھا تو لگا" جیسے بس______کہانی یہیں مکمل ھو گئی۔اور سچ بھی تو یہی ھے۔کہانی اُسی دن مکمل ھو گئی تھی۔ بچھڑ جانے سے پہلے تک ہر کہانی مکمل ھی ھوتی ھے۔میں نے تم سے کہا تھا کہ محبت کی داستانیں آخر میں نا مکمل رہ بھی جائیں تو امر ھو جاتی ھیں۔کیا میں نے سچ نہیں کہا تھا؟تم تو کہو گی کہ میں نے جھوٹ کہا۔چھوڑ جانے کا بہانہ جو

ھے تمہارے پاس۔ حقیقت سے تم پھر بھی ناواقف ھو______لیکن سچ کہوں تو تم نے میری بات کو بہت سنجیدہ لے لیا تھا۔ تم نے چاھا کہ یہ داستان بھی تاریخ کے پنوں پر امر ھو جائے۔ کیا نہیں چاھا تھا تم نے؟ پھر تم نے یہ کیوں کہا کہ تمہیں بے وفا لکھا جائے؟ تمہیں لگا کہ کہانی کا اختتام تم پر ھو گیا۔ بے وفائی پر ہی تم نے کہانی ختم کر دی______سنو، بے وفائی والی داستانیں امر نہیں ھوا کرتیں۔ محبت کی وہ داستان امر ھوتی ھے جس میں وفاداری ایسی ھو کہ ایک دوسرے کی خاطر جان دے دی جائے۔ جان دیے جانے پر ہی تو کہانی کا اختتام ھوتا ھے، اُس سے پہلے ختم ھونے والی کہانی تو ادھوری رہ جاتی ھے۔ میں تمہیں بتانا چاھتا ھوں کہ داستان ختم نہیں ھوئی۔ اور یہ داستان بے وفائی پر کبھی ختم نہیں ھو گی۔"

کہانی ختم ھو گئی۔ اور آخر میں ایک نام لکھا تھا۔ انا کی نظریں اُس نام پر ٹھہر سی گئیں۔

"سفیرہ حسن علی خان"

حسن علی خان____"انا نے زیرِ لب بے یقینی سے دُہرایا۔اُسکی آنکھوں کے "سامنے کئی مناظر لہرا گئے تھے۔سیاہی میں لپٹی رات۔۔۔اُس سیاہ رات میں نظر آتے کئی ہیولے۔۔۔حسن علی خان کا پکارا جانے والا نام۔۔۔اور کئی اذیت ناک چیخیں۔

اُسکا دماغ گھوم گیا تھا۔

سفیرہ____وہ سفیرہ تھی جس سے وہ محبت کرتے تھے____اور وہ حسن علی" خان کی بیٹی تھی۔"انا کے چہرے پر پریشانی تھی۔اُس کے ماتھے پر بل تھے۔اُس نے ایک نگاہ ھاتھ میں موجود ورق پر ڈالی۔پھر اُسے واپس اُسی جگہ پر رکھ دیا۔

وہ اُلجھ گئی تھی____وہ بے حد اُلجھ گئی تھی۔

★★★★★

ایک اور شام نے اُس کی زندگی میں قدم رکھا تھا۔سرخ اینٹوں والی عمارت میں اُس کے کمرے کی کھڑکیوں کے سفید پردے بندھے ھوئے تھے۔اُن کھڑکیوں سے

آتی چاند کی روشنی اُسکے کمرے کا احاطہ کیے ہوئے تھی۔اُس روشنی کی چمک میں بھی اُس کے وجود کی ماندگی فاتح رہی۔

اُس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ خود کو اپنے آپ میں ہی کہیں چھپا لے۔

اُسے جلن محسوس ہو رہی تھی۔اُس کا من چاہا کہ اپنے تمام زخموں کو کھرچ ڈالے۔

اُسکے بازوؤں میں اُٹھتی تکلیف اور گردن کے قریب موجود زخم کی جلن شدید ہوتی جا رہی تھی۔

وہ اپنے آنسوؤں کو پی نہیں پا رہی تھی۔اُسے اُنہیں بہانا ہی تھا۔

وہ تیزی سے اُٹھ کر کھڑکی کے قریب پہنچی تھی۔سامنے ٹھنڈا چاند اُسکا منتظر تھا۔مگر اُسکی ٹھنڈک بھی اُسکے زخموں کی جلن میں کمی نہیں کر سکی تھی۔

اُس نے اپنے کندھے کو ہاتھ سے مسلا۔خاموش آنسو زار و قطار گرنے لگے تھے۔

"تم اتنی کمزور نہیں ہو سکتی۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔ تم ہار نہیں سکتی۔۔۔ بند کرو یہ رونا دھونا۔" اُس نے آنکھیں میچ کر روتے روتے خود کو گھر کا۔

اور پھر اُس نے چند گہرے گہرے سانس لے کر اپنے آنسو صاف کیے۔

"تمہاری یہ مضبوطی تمہارے اپنے وجود کو دیکھ کر کیوں ڈر جاتی ہے؟ تمہیں آخر خوف کس چیز کا ہے؟" اُس نے کھڑکی سے واپس پلٹتے ہوئے خود سے پوچھا۔

اُس کے چہرے پر دیوانگی رقص کر رہی تھی۔ آنکھوں میں نفرت ہلکورے لے رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"نہیں۔۔۔ تمہیں کسی چیز کا خوف نہیں ہے۔۔۔ تم تو۔۔۔ تم تو بس انتقام کی آگ میں جل رہی ہو۔ اور شاید یہ آگ۔۔۔ یہ آگ اُس وقت تک ٹھنڈی نہیں ہو گی جب تک۔۔۔۔"

اُس نے آگے بڑھ کر اپنے سنگھار آئینے کے سامنے پڑے چاقو کو اُٹھالیا۔وہ اُس تیز دھار چاقو کو نگاھوں کے سامنے کئے دیکھ رھی تھی۔

"جب تک اُس شخص کو اپنی آنکھوں کے سامنے تڑپتا ھوا نہ دیکھ لو۔۔۔یہ جلن کم نہیں ھو گی۔"

سیاہ آنکھوں کی نمی میں نفرت گھلنے لگی تھی۔

اُس نے دھیرے سے چاقو واپس رکھ کر اپنے اُس زخم کو آئینے میں دیکھا تھا جسے وہ روز دیکھتی تھی۔اور روز خود کو یہ یاد دلاتی تھی کہ اُسے اُس شخص سے اپنا بدلہ لے کر رہنا ہے۔وہ جس نے اُس کی زندگی کی ہر رات کو اُس کے لئے اِس قدر تکلیف دہ بنا دیا تھا۔وہ اُسے بھی تکلیف سے دوچار ہوتے دیکھنا چاھتی تھی۔

★★★★★

وہ صبح معمول کے مطابق حیدر بھائی کے کمرے کے باہر کھلتے ٹیرس پر کھڑی باہر لگے اونچے اونچے پیڑوں کو دیکھتی چائے کو اپنے اندر انڈیل رہی تھی۔

ہر پل محسوس ہوتا ہے کہ آپ ابھی آ جائیں گے۔۔۔اور آ کر کہیں گے کہ میں تو" بس تمہیں تنگ کرنے کے لئے غائب ہوا تھا۔۔۔دیکھو میں تم سے دور نہیں رہ سکتا سفیرہ۔"وہ ہلکے سے بڑبڑائی اور پھر جیسے تھک کر سر جھکا دیا۔

سامنے موجود مضبوط درختوں کی شاخوں پر بیٹھے پرندوں کی آوازیں گویا ایک حسین صبح کا پیغام دے رہی تھیں۔مگر وہ ہر چیز سے بے نیاز تمام خیالوں سے بالاتر خیال میں گم ریلنگ پر بازو دھرے کھڑی رہی۔

آپ آ جائیں گے تو لگے گا کوئی سہارا مل گیا۔۔۔یقین جانیں میں کبھی بھی آپ" سے ناراض نہیں ہو سکتی۔آپ کے اتنا عرصہ غائب رہنے کا سوال بھی نہیں کروں گی۔۔۔بس آپ ایک بار آ جائیں بھائی۔"وہ ایک بار پھر اُس سے مخاطب ہوئی تھی۔

اُسے اِس جگہ اُسکے ہونے کا احساس ہوتا تھا۔وہ جب یہاں تھا تو زیادہ عرصہ یہیں رہتا تھا۔

آج بھی وہ مایوسی چہرے پر سجائے واپس پلٹی ہی تھی کہ سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر وہ ایک دم ہی ٹھٹھکی۔وہ کس قدر قریب کھڑا تھا اُس کے۔شکر ہے وہ اُس سے ٹکرا نہیں گئی۔

معیز بھائی____آپ۔۔۔؟"اُس نے سپاٹ چہرہ لئے اُسے دیکھا۔وہ چہرے پر "آئی ناگواری کو چھپا نہیں سکی۔

اوہ کم آن سفیرہ_____اب یہ بھائی والا تکلف ختم بھی کر دو۔تمہارے لئے" "رشتہ لے کر آیا ہوں میں۔

سفیرہ نے اُس شخص کی آنکھوں کے بدلتے رنگ دیکھ کر جھرجھری سی لی۔

دیکھو تم مجھے شروع سے ہی بہت پسند ہو۔۔۔تم نے اپنے ماضی میں کیا کچھ کیا مجھے " اِس میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔۔۔"اُس نے آگے بڑھ کر سفیرہ کا ھاتھ تھاما تھا۔

www.novelsclubb.com

اُس نے ایک جھٹکے سے وہ ھاتھ اُسکے ھاتھوں سے نکالا۔

معیز کے چہرے پر آئی مسکراہٹ اُسے بے حد گھٹیا لگی تھی۔

کیوں میں نے اپنے ماضی میں کیا کچھ کیا ہے؟ جانتے بھی ھیں آپ؟"وہ اب سینے پر ھاتھ باندھے چہرہ سیدھا کئے تیکھی نظروں سے اُسے دیکھ کر بولی۔

اگر جانتا بھی ہوں تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔تم نادان تھی۔۔۔بچی تھی۔کوئی "بات نہیں، ہو جاتا ہے۔۔۔

"لگتا ہے بہت تجربہ ہے آپ کو؟"

اُسکے اچانک بدلتے تیور معیز کے لئے تعجب کا باعث تھے۔جہاں تک وہ اُسے جانتا تھا، وہ کبھی بھی منہ پر کھل کر کوئی بات نہیں کہتی تھی۔مگر آج۔۔۔۔

وہ بدلی ہوئی تھی۔

"تجربہ بھی ہو جائے گا۔۔۔لیکن تمہارے ساتھ۔۔۔"

اُسکی آنکھوں کا تاثر وہی رھا۔

سفیرہ کو اُس سے گھن آنے لگی تھی۔ وہ سینتیس سال کا شخص تھا۔ مگر اپنی فٹنیس کا اتنا خیال رکھتا تھا کہ اتنی عمر کا لگتا نہیں تھا۔

"میں۔۔۔ سفیرہ علی خان۔۔۔ تم سے شادی کروں گی معیز ارسل۔۔۔؟ تم نے یہ سوچ بھی کیسے لیا۔ میں نے اپنے ماضی میں جو کیا اپنی مرضی سے کیا۔ اور میں اپنے مستقبل میں جو کروں گی وہ بھی اپنی ہی مرضی سے کروں گی۔ سفیرہ علی خان کی زندگی پر کسی کو کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ یہ بات سمجھ لو تم۔۔۔" اُس نے سرد نگاھیں اُسکے چہرے پر گاڑے ایک ایک لفظ مضبوطی سے کہا۔ اور اُس کے قریب سے چلتی آگے بڑھ گئی۔

"اور ہاں____ اب بھائی کہنے کا تکلف نہیں کروں گی تمہارے ساتھ۔ اتنی عزت کے حق دار نہیں ہو تم۔" ایک لمحے کے لئے رُک کر بولی اور پھر تیزی سے قدم اٹھاتی آگے بڑھ گئی۔

اُسکے اندر کون سی روح آگئی تھی یہ وہ بھی نہیں جانتی تھی مگر یہ روح صحیح وقت پر آئی تھی۔

وہ تیز تیز قدم اُٹھاتی کمرے سے باہر نکلی تھی۔اُسی انداز میں زینے اُترتی وہ لاؤنج میں پہنچی تھی۔

"خانساماں____ماں بابا کہاں ھیں؟"

وہ باورچی خانے سے نکل رھے تھے جب سفیرہ نے اُنہیں آواز دی۔

"سب لوگ لان میں بیٹھے ھیں بی بی____آپ کا ہی انتظار کر رھے ھیں۔"

اُنھوں نے خوشی خوشی بتایا مگر وہ اُسی ٹھنڈک بھرے انداز میں چلتی باہر نکل گئی۔

وہ تینوں وہیں تھے۔لان میں سفید کرسیوں پر براجمان لوگوں میں سے کسی ایک سے بھی کوئی لگاؤ نہیں تھا اُسے۔

وہ ٹخنوں سے ذرا اوپر تک آتی قمیص کے نیچے چوڑی دار پاجامہ پہنے ہوئے تھی۔ ہم رنگ دوپٹہ کندھے پر جھول رہا تھا۔ بالوں کا بے ترتیب سا جوڑا بنائے وہ دھلے دھلائے چہرے کے ساتھ بھی خاصی لاپرواہ لگ رہی تھی۔

وہ سارے عزم۔۔۔ذہن میں آئے کئی غبار۔۔۔۔انکار کرنے کی کئی وجوہات۔۔۔۔اور بدتمیزی کے سارے ارادے اُن تین لوگوں کو ایک ساتھ بیٹھے ہنستے ہوئے دیکھ کر پھیکے پڑنے لگے تھے۔

اُس نے کچھ سوچ کر تھوک نگلا۔

پھر بھاری قدموں سے چلتی اُن کے قریب پہنچی۔

ارے آؤ پیاری____سفیرہ میری جان۔" پھپھو نے اپنا ہمیشہ والا انداز اپناتے" ہوئے اُٹھ کر اُسے گلے سے لگایا تھا۔وہ بے دلی سے ایک جگہ کھڑی رہی۔

پودوں کے ساتھ کھڑی مہیرہ نے بھی چونک کر اُس طرف دیکھا تھا۔

آؤ بیٹھو یہاں۔" وہ اُسے اپنے برابر کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرنے لگیں۔ اُن کا یہ میٹھا انداز۔۔۔لب ولہجہ۔۔ کسی زہر سے کم تو نہیں لگ رہا تھا اُسے۔

وہ دھیرے سے اُن کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"بھئی بڑی قسمت والی ہے تمہاری بیٹی حسن____ ماضی میں اتنا سب کچھ ہو گیا مگر پھر بھی اللہ نے اِس کے نصیب بڑے اچھے لکھے ھیں جو معیز سے شادی ھونے جا رھی ھے اِسکی۔"

سفیرہ نے اپنے اندر کڑواہٹ اُترتی محسوس کی۔ اُس نے نظریں اُٹھا کر اپنے باپ کو دیکھا۔ ہلکا سا مسکراتا چہرہ۔ اُسے لگا وہ اپنا سارا زہر اُگل دے گی۔

اُسی پل معیز نے بھی لان میں قدم رکھا تھا۔ اُس کا چہرہ سنجیدہ تھا۔

"حسن نے تمھیں شادی کے بارے میں بتا دیا ہے نا سفیرہ؟"

شہلا پھپھو نے چہرہ موڑ کر اُسے دیکھا۔

کون سی شادی پھپھو؟آپ کیا بات کر رہی ھیں؟معیز بھائی کے ساتھ؟ یہ کیا" باتیں ہو رہی ھیں۔۔۔۔مجھے تو کسی نے کچھ نہیں بتایا۔"اُس نے ایک دم ہی چہرے پر ڈھیروں حیرت لاتے ہوئے اداکاری شروع کی۔

حسن علی نے ایک غیر آرام دہ نگاہ سفیرہ پر ڈالی۔مدیحہ بیگم آنکھوں میں خوف لئے اُسے دیکھتی رھیں۔

کیا؟تم نے اِسے بتایا نہیں حسن؟"شہلا نے استفسار کیا۔"

حسن کھنکارتے ہوئے سیدھے ہوئے۔

"نہیں۔۔۔میں نے سوچا آپ لوگ آئیں گے تو خود ھی معلوم ہو جائے گا۔"

اُنہوں نے کہہ کر ایک غصے بھری نگاہ سفیرہ پر ڈالی۔

وہ اُنہیں چیلنج کرتی نگاھوں سے دیکھتی رھی۔

اوہ اچھا____"شہلا نے جیسے سکون کا سانس لیا۔"

تو اب میں تمہیں بتا رہی ھوں نا سفیرہ ____ میں تمہارا ھاتھ مانگنے ہی تو آئی ھوں۔"

"آپ مجھ سے میرا ھاتھ مانگنے آئی ھیں پھپھو ____ یا میرے باپ سے؟" اُسکی آنکھوں میں اُمڈتے رنگ، چہرے کے نڈر تاثرات حسن کی سمجھ سے باہر ہو رھے تھے۔

"میں تمہارے باپ سے تمہارا ھاتھ مانگ چکی ھوں اور اُس نے مجھے ھاں کہہ دی ھے۔ لیکن تمہیں آگاہ کرنا تو ہمارا فرض ہے نا۔"

اُنہوں نے اپنا میٹھا لہجہ برقرار رکھتے ھوئے کہا۔

"اوہ اچھا اچھا ____ تو آپ لوگ اپنا فرض پورا کرنے یہاں بیٹھے ھیں۔ میں سمجھی رشتوں کے پیار اور تقدس میں یہاں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف ھیں۔

www.novelsclubb.com

دیکھیں کتنی غلط ہوں نا میں۔۔۔ خیر اگر مجھے آگاہ ہی کرنا تھا تو نکاح کے وقت آگاہ کر دیتے۔"

اُس نے چہرے پر معصومیت لاتے ھوئے سر جھٹکا۔ شہلا کی مسکراہٹ مدھم پڑ گئی۔

سفیرہ تم اُٹھو____جاؤ پھپھو کے لئے چائے لے آؤ۔" مدیحہ بیگم نے اُس کی باتوں سے بچنے کا حل تلاش کیا۔

چائے کیا رشتوں سے زیادہ ضروری ھے ماں؟ کیا ھو گیا ھے آپ کو، ہمارے سب سے زیادہ سگھے اور پیار کرنے والے لوگ آج ہمارے درمیاں موجود ھیں، اور آپ مجھے اندر جانے کو کہہ رھی ھیں۔" اُسکی چلتی زبان نے حسن کی غصیلی نگاھوں کی پرواہ نہیں کی۔

اور بتائیے پھپھو____آپ میرے کسی ماضی کی بات کر رھیں تھیں؟" اُس نے اپنا وجود شہلا کی جانب موڑا۔ وہ پہلے سے کہیں زیادہ سنبھلی ہوئی لگ رھیں تھیں۔

اب ماضی گزر چکا ہے میری جان_____تمہارا حال تمہارے سامنے ھے،اور" "تمہارا برائٹ فیوچر تمہارا انتظار کر رھا ھے۔

وہ آنکھوں کی چمک واپس لے آئیں۔

سفیرہ نے اپنی مصنوعی مسکراہٹ ایک پل کے لئے بھی نہیں بھلائی۔

جو گزر چکا ہے____پھر بار بار اُسکا ذکر کیا کرنا؟"اُن کی آنکھوں میں دیکھتے" ھوئے وہ گویا ھوئی۔

شہلا نے اگلے ہی پل نظریں چرا لیں۔اِس لڑکی کی باتیں اُنہیں اُلجھا رھیں تھیں۔

تم کیوں کھڑے ھو معیز_____آؤ بیٹھ جاؤ۔میں خانساماں سے کہہ کر چائے" بھجواتی ھوں۔" مدیحہ بیگم بات کا رُخ موڑتی اُٹھ گئیں۔

اُن کے جانے کے بعد معیز نے اپنی نشست سنبھالی تھی۔

www.novelsclubb.com

میں نے سنا ھے کہ سفیرہ کو جاب کرنے کا بہت شوق ھے ممی۔" وہ بیٹھتے ہی ڈھٹائی کا مظاہرہ کرنے سے باز نہیں آیا تھا۔

"بہت اچھی بات ھے۔"

اور منگنی تو آج ھو ھی جائے گی تو۔۔۔میں سوچ رھا تھا اِسے اپنے آفس کی بھی" "سیر کروائی جائے، آخر کو شادی کے بعد وہیں جاب کرنا ہو گی۔

سفیرہ نے اپنی نفرت انگیز نگاھیں اُس پر اُٹھانے سے گریز ہی کیا۔

ھاں یہ بھی ٹھیک ھے____اور منگنی سے یاد آیا۔"شہلا نے اپنے پرس سے ایک" سرخ ڈبیا نکالی تھی۔

"یہ انگوٹھی لائی تھی میں۔خاص ڈائمنڈ کی بنوائی ھے تمہارے لئے۔"

شہلا نے وہ انگوٹھی اُسکے سامنے کی۔ سفیرہ کو اُس لمحے اپنا آپ قید میں موجود پرندے کی مانند لگا تھا جو اپنی مرضی سے پھڑ پھڑا بھی نہیں سکتا۔

www.novelsclubb.com

وہ کیا کرے۔۔۔۔کیسے کرے۔۔۔اُسے کچھ سمجھ نہیں آیا۔اُسکی پلکیں لمحے بھر میں نم ہوئیں۔

وہ انکار کرنا چاھتی تھی۔۔۔اُس نے چاہا کہ وہ اُس انگوٹھی کو کہیں دور پھینک دے مگر ایسا نہیں ہوا۔

تو وہ کسی کی منگیتر بننے جارھی تھی۔ھاں وہ لڑکی تھی۔وہ کمزور ہی تھی۔وہ کسی کے سامنے اپنے حق میں بول نہیں پائی تھی۔اُس نے بہت شدت سے چاھا کہ وہ انکار کر دے۔

مگر شہلا نے اُس کا ھاتھ تھام کر وہ انگوٹھی اُسکی انگلی پر چڑھا ھی دی۔

بس اتنا ساوقت۔۔۔۔۔؟بس اتنا ساوقت لگتا ھے کسی کے ساتھ منسوب ھونے میں؟

اُس نے چہرہ اُٹھانے کی ہمت نہیں کی تھی۔

تمہیں پتا ہے؟ زندگی بار بار ہمیں تکلیف دیتی ھے۔ بار بار، مسلسل ______ ایک" کے بعد ایک اذیت۔ یہی زندگی ہے۔ لیکن تمہیں یہ جاننا ہے کہ انسان کیا ہے؟ انسان کا ردِ عمل کیسا ھونا چاھیۓ اُن تکلیفوں پر؟ انسان پلٹ کر زندگی کو تکلیف نہیں دے سکتا اُسے بس زندگی کی عطا کردہ اُن تکلیفوں کا دفاع کرنا ہے۔" ذہن میں گونجتے وہ قیمتی لفظ۔۔۔ اور وہ آشنا آواز۔ جیسے ہر منظر دھندلا پڑ گیا تھا۔

تو کیا میں ہار گئی۔۔۔؟ میں دفاع نہیں کر پائی۔۔۔ میں ہار گئی جبریل ______ میں" نے تمہیں ایک بار پھر کھو دیا۔" اُسکے دل نے اُسی کو پکارا تھا۔

اُسے لگا وہ وہاں مزید بیٹھی تو پھوٹ پھوٹ کر رو دے گی۔ اُسکے قدم تیزی سے اندر کی جانب بھاگے تھے۔

مہیرہ کی نم آنکھوں نے دور تک اُسکا پیچھا کیا تھا۔

★★★★★

موسم ابر آلود ہو رہا تھا۔ نیلے اُفق کو ہر جانب سے کالی گھٹائیں گھیرنے لگی تھیں۔

اور شاید پچھلے دن صبح صبح اسنو مین بنا لینا اُس کی خوش قسمتی ہی تھی کیونکہ شاید وہ کیمبرج کی آخری برفباری تھی۔

اُس سمے وہ سینے پر ہاتھ باندھے کلئیر برج پر اتاش کے ساتھ کھڑی تھی۔ ہوٹل بار سے چلے جانے کے بعد وہ پہلی بار آمنے سامنے تھے۔

تم آئندہ کبھی اِس طرح مجھے چھوڑ کر تو نہیں جاؤ گے اتاش؟" وہ نگاھیں آسمان پر ٹکائے بولی۔

کبھی بھی نہیں۔" اُسکے لہجے میں جانے کیا تھا۔ علما کو اطمینان ھوا۔"

میں بہت اکیلی ھو جاؤں گی اتاش۔۔۔ تم بہت اہم ھو میرے لئے، اگر تم چلے" گئے تو سب ختم ھو جائے گا۔" وہ بے حد سنجیدہ تھی۔ اتاش نے دیکھا وہ دُکھی بھی لگ رھی تھی۔

ایسی باتیں کیوں کر رھی ھو؟ کچھ ھوا ھے کیا؟" وہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکا۔ آج" سے پہلے اُس نے ایسی کوئی خواہش ظاہر بھی تو نہیں کی تھی۔ ایسے بول کھل کر بولے بھی نہیں تھے۔

میرا اِس دنیا میں کون ھے اتاش؟ میرے پاس تو کوئی حقیقی رشتہ نہیں ھے، نہ ماں" باپ، نہ بہن بھائی، ایک دوست ھے مہک، وہ بھی ھمیشہ ساتھ تو نہیں رہ سکتی میرے۔ پھر میرا کون ھے تمہارے سوا؟ مجھے تنہائی سے خوف آتا ھے، تم میرا ساتھ دو گے؟" وہ آنکھیں اتاش کے چہرے کی جانب اوپر اُٹھائے جیسے اُمید لئے پوچھ رھی تھی۔

www.novelsclubb.com

میں ہمیشہ ساتھ ہوں تمہارے۔۔۔ لیکن تمہارے ماں باپ؟" اُس نے" استفہامیہ اور جانچتی نگاھیں علما کی طرف پھیریں۔

وہ میرے حقیقی ماں باپ تو نہیں ھیں، اُنہوں نے مجھے کسی سے لے کر پالا ھے۔"

وہ اگر میرے ماں باپ ھوتے تو میری پرواہ کرتے، میرے مہک کے ساتھ رھنے پر

استفسار کرتے، یہ دیکھنے آتے کہ میں یونیورسٹی میں کیا پڑھ رہی ھوں، اُنہیں تو یہ بھی نہیں علم ھو گا کہ اُن کی بیٹی اسپورٹس کی اسٹوڈنٹ ھے، اگر وہ میرے ماں باپ ھوتے تو اپنی ہر ذمہ داری سے بری ھونے کے لئے مجھے میرے ہی سپرد نہ کرتے۔" وہ خشک آنکھوں سے کہتی اپنے تمام آنسو حلق میں اتار گئی۔

اتاش ہونک سا بنا اُسے دیکھ رہا تھا۔ بہت دیر تک وہ کچھ بولنے کے لئے لفظوں کو ڈھونڈنے کی سعی کرتا رہا۔

تو اُن سے بات نہیں کی؟ پوچھا نہیں اپنے حقیقی ماں باپ کے بارے میں؟" وہ بمشکل ہی بولا تھا۔ اُسکی آواز میں جیسے بے یقینی تھی۔

علما نے ہولے سے نفی میں سر ہلایا۔

اُسی اثنا ایلون تیزی سے تقریباً لپکتے ھوئے اُن کے قریب پہنچا تھا۔ وہ یونہی چلتا تھا۔ تیز تیز۔۔۔۔ کبھی بھاگتا، کبھی ناچتا۔۔۔ ابھی بھی وہ بے ڈھنگے سے انداز میں چلتا کلئیر برج پر قدم رکھ چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

اُن دونوں نے ایک ساتھ ہی چہرہ موڑ کر ایلون کو دیکھا۔

وہ اُن کے دیکھنے پر مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر سجانے لگا۔

کیا بات ھے ؟" علما نے اُسکی اچانک آمد پر سوال کیا۔"

آپ سے ملنے کے لئے آپکے باباجان آئے ھیں محترمہ۔۔۔ کنگز چیپل کے " پاس انتظار کر رھے ھیں۔ اگر وقت ھو تو آجایئے۔" وہ بولا اور پھر اپنے باریک ہونٹ دوبارہ ملا دیے۔

علما نے چہرہ پھیر کر ایک بار پھر اتاش کو دیکھا۔ اُس نے اثبات میں سر ہلا کر اُسے جانے کے لئے کہا تھا۔ علما کی پلکیں نم ھوئیں۔

تمہیں اُن سے بات کر لینی چاھیئے۔" وہ کہہ رھا تھا۔"

وہ بغیر کچھ کہے تیزی سے چلتی برج سے نیچے اُتر گئی۔ اُسکا رُخ کنگز چیپل کی جانب تھا۔

کچھ ہوا ہے کیا؟"ایلون اُسکے جانے کے بعد اتاش سے مخاطب ہوا۔"

اُس نے سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلایا۔

★★★★★

وہ وہاں پہنچی تو وہ سامنے ہی کھڑے تھے۔ مگر چہرہ دوسری طرف موڑے۔

علما کے قدم ایک دم ہی کسی قید کا حصہ معلوم ہونے لگے تھے۔ یہ اُسکے وہ رشتے تھے جن کے ساتھ وہ ہمیشہ رہی تھی۔ مگر اُن کے ساتھ ایک گھر میں رہتے ہوئے بھی اُن کے درمیان کئی فاصلے تھے کئی دوریاں تھیں۔اور یہ دوریاں اُس لمحے مزید بڑھ گئیں تھیں جب اُسے خبر ہوئی کہ وہ تو اُس کے ماں باپ ھیں ھی نہیں۔

وہ ہر قسم کی سوچ جھٹک کر اُن کے قریب پہنچی۔اُسکا چہرہ اب کے بے تاثر محسوس ہو رہا تھا۔کسی بھی جذبے سے خالی۔

ہر طرح کے احساس سے عاری۔۔۔

اُس نے اُنہیں مخاطب بھی نہیں کرنا چاہا تھا۔ وہ خود ہی اُسکے قدموں کی آہٹ پر پلٹے تھے۔

اور اُسے دیکھتے ہی اُن کے چہرے پر شفقت و محبت جیسے کئی تاثرات نمودار ہوئے تھے۔

وہ بے تاثر چہرے سے اُنہیں دیکھتی رھی۔

"کیسی ہو؟"

علما نے ابرو اٹھا کر اُنہیں دیکھا۔ پھر قدرے خشک لہجے میں مخاطب ہوئی۔

جو بات کرنے آئے ھیں وہ کیجیے۔" وہ ہاتھ باندھے اُن کے مقابل کھڑی تھی۔"

فرقان کو اُس کے لہجے پر کوئی حیرت نہیں ہوئی۔

جو بات کرنے آیا ہوں اُسے سن کر سمجھنے کی بھی کوشش کرنا۔ دیکھو علما، میں مانتا"

"ہوں جو تم نے سنا وہ سچ تھا۔ لیکن تم نے پورا سچ نہیں سنا۔

اُنہوں نے نرمی روا رکھی۔

"تو آپ مجھے پورا سچ بتائیے۔ میں یہیں ہوں۔"

وہ اُسکے تحمل بھرے فقرے کا اثر لئے بغیر دوبارہ بولنے لگے۔

تم حقیقت میں میرے بھائی کی بیٹی ہو علما۔ پچیس سال قبل میں نے تمہیں عالم" چوہدری سے گود لیا تھا۔ میری اور کنول کی شادی کو سات سال بیت چکے تھے اور "ہماری کوئی اولاد نہیں تھی۔۔۔

اِس لئے آپ نے مجھے اُن سے لے لیا اور اُنہوں نے خوشی خوشی اپنی ایک دو دن" "کی بیٹی آپ کے حوالے کردی کہ لے جاؤ اِسے اور ہر حق چھین لو اِس سے۔

اِس سے پہلے کے وہ اپنی بات جاری رکھتے وہ درشتی سے بول اُٹھی۔ فرقان کی آنکھوں میں زخم اُتر آئے تھے۔ علما کی اپنی آنکھیں ضبط سے گلابی پڑنے لگی تھیں۔

"یہ تم کیسی باتیں کررھی ہو۔۔۔ میری بات تو سنو بیٹی۔"

بیٹی۔۔۔؟"وہ استہزائیہ ہنسی۔"اچھا سنائیں بات۔"وہ ایک بار پھر ضبط سے" بولی۔

یہ باتیں یہاں کرنے کی نہیں تھیں۔ لیکن میں جانتا تھا کہ تم گھر نہیں آؤ گی۔اِسی" "لئے یہاں آکر تمہیں سمجھا رہا ھوں۔

وہ بولے۔

گھر؟ کیا اب وہ اُس گھر میں قدم رکھ پائے گی؟"اُس نے بے ساختہ ہی سوچا۔"

تمہارا خاندان کوئی عام خاندان نہیں ہے علما۔وہ گجرات کے ایک گاؤں میں رہتے" تھے اور اُن کی دشمنیاں کئی شہروں تک پھیلی ہوئی تھیں۔یوں سمجھو کہ وراثت میں ملی دشمنیاں سنبھالتے آرہے ھیں۔ میرا باپ، میرے سب بھائی وہ سب ایک طرح کا ہی سوچتے تھے۔اُن سب کا نظریہ ایک تھا مگر میں۔۔۔۔میں الگ تھا۔میں بابا کا سب سے لاڈلا بیٹا تھا۔اُنہوں نے مجھے پڑھنے کے لئے یہاں بھیجا۔میں اِسی

یونیورسٹی میں پڑھاھوں۔اور بھائیوں میں واحد میں ہی تھا جسے پڑھائی سے لگاؤ تھا۔

"بچپن میں وہ رائفل میں گولیاں بھرتے تھے اور میں پین میں سیاہی۔

یوں لگ رہا تھا وہ اپنے ماضی میں پہنچ چکے ھیں۔

میں یہاں آگیا تو میری دوستی کنول سے ہوگئ۔اور یہ دوستی کب پسند میں بدلی ہم" دونوں کو ہی علم نہیں ہوا۔میں اُس سے شادی کرنا چاھتا تھا اور میں نے یہ بات بابا سے کہی۔مگر مجھے تعجب ہوا کہ جس بیٹے سے وہ اتنی محبت کرتے تھے وہ اُسکی خوشی میں خوش نہیں ھوئے۔اُنہوں نے صاف انکار کردیا۔لیکن مجھے کنول سے محبت تھی۔میں نے اُس سے شادی کرلی۔بغیر بابا کو بتائے۔یہ سوچ کر کہ اب کبھی بھی پاکستان نہیں جاؤں گا۔اگر میں واپس جاتا تو بابا میرا قتل کردیتے شاید۔" وہ ٹھہر گئے۔

اچانک ہی آنکھوں میں گہری نمی اُتر آئی۔

وہ خاموش کھڑی اُنہیں سنتی رہی۔

مگر پھر شادی کے سات سال بعد بابا کا انتقال ہو گیا۔تب جب میں پاکستان گیا تو"
مجھے لگا وہاں سب مجھ سے خفا ہوں گے۔ مگر کوئی بھی خفا نہیں تھا۔اُن سب کی
زندگیوں میں الگ الگ جنگیں چل رھیں تھیں۔اُنہیں میرے ساتھ خفا ہونے کا
وقت ہی نہیں ملا۔اُنہی دنوں تمہاری پیدائش ہو گئی اور میں نے اپنے بڑے بھائی
سے پہلی بار کسی خواہش کا اظہار کیا۔جس خواہش کو اُنہوں نے بغیر کسی تامل کے
پورا بھی کر دیا۔میں حیران تھا اور خوش بھی۔میں آج بھی اُن کی اِس عنایت پر
"اُن کا مشکور ھوں۔

ایسے مشکور کہ پلٹ کر ایک بار دیکھا تک نہیں۔۔۔نہ آپ نے،نہ ہی اُنہوں"
نے۔" علما کی آواز بھرا گئی تھی۔ھاں اُسے اصل میں تکلیف محسوس ہوئی تھی۔

فرقان کے چہرے پر بے بسی اور اذیت تھی۔

میں تمہیں اُس ماحول سے دور رکھنا چاہتا تھا۔۔۔اُنہیں آئے دن مصیبتوں کا"
"سامنا رہتا ہے۔وہ آج بھی نہیں بدلے۔وہ آج بھی ویسے ہی ہیں۔

علما کو اپنے گالوں پر نمی کا احساس ہوا تھا۔

آپ۔۔۔۔اب بھی۔۔۔اُن سے رابطے میں ہیں؟"اُس سے بولنا مشکل ہو" رہا تھا۔

"نہیں____ پچھلے چند سالوں سے ہمارا رابطہ کٹ چکا ہے۔"

اُس کے آنسوؤں میں تواتر آتا جا رہا تھا۔شاید اُس نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ یوں بھی دل ٹوٹ جایا کرتا ہے۔

اپنی پہچان تو انسان کو ہر شے سے زیادہ عزیز ہوتی ہے۔اُس پہچان کے چھن جانے پر دل نہیں ٹوٹے گا تو بھلا اور کیا ہو گا؟

اُسے اِس بات کا دُکھ نہیں ہو رہا تھا کہ وہ اپنے سامنے کھڑے شخص کو "بابا" نہیں کہہ سکے گی۔۔۔اُسے تو یہ دُکھ ہو رہا تھا کہ وہ اپنے حقیقی باپ کو "بابا" کیسے کہے گی؟

www.novelsclubb.com

کیا باپ کا یوں اچانک بدل جانا مذاق ہے؟ کہ لمحہ پہلے تک وہ اُن کی بیٹی تھی اور اگلے ہی لمحے۔۔۔اگلے ہی لمحے یہ رتبہ پرایا ہو گیا۔

مجھے کسی کو الزام نہیں دینا۔۔۔"اُسکے سامنے ہر چیز دھندلانے لگی تھی۔اور وہ" پھر بھی خود کو رونے سے روکنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

فرقان کو اُسکی حالت پر ترس آیا تھا۔

"علماتم۔۔۔"

مگر وہ پلٹ آئی۔وہ تیزی سے بھاگتی ہوئی وہاں سے آگئی تھی۔بہت آگے جا کر وہ رُکی۔اُس نے خود پر قابو پانے کی کوشش کی تھی۔مگر شاید پہلی بار وہ یہ قابو کھونے لگی تھی۔آج سے پہلے وہ کبھی بھی اِس طرح نہیں روئی تھی کہ آنکھیں سرخ ہو ہو کر سوج جائیں۔لیکن شاید آج وہ ایسے ہی رونے والی تھی۔اُسے محسوس ہوا جیسے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اُسے کوئی دیکھ رہا ہے۔ جیسے وہ کسی کی نظروں کے حصار میں ہے۔اُس نے اپنے اردگرد دیکھنے کی کوشش کی۔ ہر مقام دھندلا تھا۔ مگر اُسے اِس دھندلاہٹ میں کوئی وجود نظر نہیں آیا۔

یکایک ہی تمام گھٹائیں جمع ہونے لگیں تھیں۔اور ساتھ ہی ایک ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نے اُسے رونے سے باز رکھنے کی ایک آخری کوشش کی تھی مگر وہ اُس سے ٹکرا کر مایوسی سے پلٹ گئیں۔ حتیٰ کہ بارش نے اُسکے آنسوؤں کو پناہ دی۔اُس نے تیز ہوتی موسلادھار بارش کی پھوار کو خود سے ٹکراتے ہوئے دیکھا۔ مگر وہ وہیں کھڑی رہی۔

www.novelsclubb.com

جانے کتنی ہی دیر وہ وہاں کھڑی اپنی پہچان کے کھو جانے کا ماتم کرتی رہی۔

بہت دیر کے بعد کسی احساس کے تحت وہ اپنی جگہ سے ہلی تھی۔اور پھر کسی ٹرانس کے زیرِ اثر چلتی آگے بڑھنے لگی۔

کچھ دیر بعد وہ اُس جگہ پہنچی جہاں اُس نے اپنی سائیکل کھڑی کر رکھی تھی۔آج وہ کسی بھی گھر جانے کے لئے تیار نہیں تھی۔نہ مہک کے گھر اور نہ ہی اُس گھر جسے وہ اپنا گھر بھی نہیں کہہ سکتی تھی۔

وہ سائیکل پر بیٹھ گئی۔آج اُسے یونہی کیمبرج کی گلیوں میں بے مقصد گھومنا تھا۔اور اُن گلیوں سے مخاطب ہو کر اپنے آپ کا مقصد پوچھنا تھا۔مگر اُسے خوف تھا۔کہیں یہ گلیاں بھی اُسے پہچاننے سے انکاری نہ ہو جائیں۔

وہ سائیکل کو تیزی سے بھگاتی لے جا رہی تھی۔ گرین لین،روز کریسنٹ،مارکیٹ اسکوائر اور کئی جگہوں کئی گلیوں سے کئی اسٹریٹس سے گزری تھی وہ۔سوائے اُس گلی کے جس کے دہانے پر اُسکے نام کا ایک گھر ہوا کرتا تھا۔

ہر جانب چھتریاں لئے گھومتے ہوئے لوگوں کو وہ بے فکری میں سائیکل چلانے والی کوئی سنکی معلوم ہو رہی تھی۔

بارش کی بوندیں اُسکے آنسوؤں سے ملنے لگی تھیں۔ بھورے بالوں کی چند لٹیں چہرے کے ساتھ چپک گئیں تھیں۔

سہ پہر کا وقت ہو چکا تھا اور سیاہ گھٹائیں ہلکی ہلکی تاریکی پھیلا رہیں تھیں۔

معلوم نہیں وہ کون خوش قسمت لوگ تھے جو بھیگے کیمبرج کو دیکھ کر لطف اُٹھا رہے تھے۔

دکانوں کے باہر اسٹریٹ لیمپ جلا دیئے گئے تھے۔ آج پہلی بار ہر گلی سے گزرتے ہوئے اُسے اپنا یہ کیمبرج اپنا نہیں لگ رہا تھا۔

اِس کی یہ ہمہ وقت طلسم بکھیرتی قدیم عمارتیں اُسے خوفزدہ کررہی تھیں۔ وہ شام تک پیڈل گھما گھما کر تھک گئی تھی۔ مگر جیسے واپس جانے کا ہر ارادہ تو وہ ترک ہی کر چکی تھی۔

وہ سائیکل سے نیچے اُتر آئی۔ ہر جانب جیسے سکوت سا پھیل گیا تھا۔ وہاں اُس گلی میں اردگرد کوئی نہیں تھا مگر وہ گلی روشنیوں میں نہائی محسوس ہو رہی تھی۔

بارش اُسی زور و شور سے برس رہی تھی۔ شاید بادلوں کا بھی آج ہی کسی نے دل دکھایا تھا۔

اُسکا چہرہ زرد پڑنے لگا تھا۔ وہ تین گھنٹوں سے مسلسل بارش میں بھیگ رہی تھی مگر ہر چیز سے بے خبر۔

وہ اب سائیکل ھاتھوں سے تھامے اُسے لئے آہستگی سے چل رہی تھی۔ اُسے تو یاد بھی نہیں تھا کہ وہ کس گلی میں آپہنچی ہے۔

ایک ہاتھ سے چہرے پر آئی چند گیلی لٹیں پیچھے کرتے ہوئے وہ غائب دماغی میں آگے بڑھتی رہی۔

"وقت تمہیں کہاں لئے جا رہا ہے علما۔۔۔؟"

اُس نے اپنے وجود سے آئی آواز کو بے ساختگی میں نظر انداز کر دیا۔

وہ کچھ سوچنے سمجھنے کے لائق ہوئی تھی۔اور ابھی وہ اِس گلی میں آگے بڑھتے ھوئے اِسے پہچاننے کی کوشش کر ہی رہی تھی کہ اُسے اپنے سامنے ہی وہ مسجد دکھائی دی۔

وہ سُن ہوتے دماغ کے ساتھ مسجد کے داخلی دروازے کو دیکھتی جانے کتنے ہی پل کے لئے اپنی جگہ پر جم گئی۔یہاں تک کے بارش کی شدت میں کمی آنے لگی۔

وہ اُس لمحے ٹھٹھکی جب مسجد کا وہ خوبصورت دروازہ دھیرے سے کھلا اور وہاں سے ایک بزرگ کا شفاف چہرہ نمودار ہوا۔

وہ اب سر اوپر اُٹھائے آسمان کو مسکراتی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔جانے وہ آسمان کو دیکھ رہے تھے یا۔۔۔۔۔۔؟

وہ سوچ نہیں پائی۔

www.novelsclubb.com

"اے اللہ کے بندو_____!

"اُسے تلاش کرو، پھر دیکھنا تم اپنی تمام تر خواہشات کو بھلا دو گے۔

چند لمحے آسمان کو تکتے رہنے کے بعد اُن کا شدت سے کہا گیا یہ جملہ جیسے اُسی سرد فضا کا ایک حصہ بن گیا تھا۔

علما آنکھوں میں تعجب و نا سمجھی لئے اُس سفید چولا پہنے ہوئے شخص کو دیکھتی رہی جس کے چہرے سے نور جھلکتا تھا۔

اُسے تلاش کرو۔" اُنہوں نے قدرے نرمی سے کہا اور آنکھیں بند کئے واپس" پلٹ گئے۔ وہ کب اُس دروازے میں کہیں غائب ہو گئے اُسے پتا ہی نہیں چلا۔

اُسکا شدت سے دل چاہا تھا کہ وہ اُس مسجد میں جائے۔ مگر اُسکے قدم جیسے اپنی جگہ پر مقفل ہو چکے تھے۔ اُس نے وہاں کھڑے کھڑے کتنی ہی بار اندر جانے کا ارادہ کیا۔

مسجد_____ اللہ کا گھر۔" اُس نے بچپن سے یہی سنا تھا کہ مسجد اللہ کا گھر ہے۔"

کیوں؟ شاید یہاں نماز پڑھی جاتی ھے۔۔۔اِس لئے۔"اُس نے خود ہی اخذ کیا۔ پھر تو ہر وہ جگہ اللہ کا گھر ہونا چاہیے جہاں عبادت کی جاتی ھے۔

کیا وہ اِس مسجد میں قدم رکھنے کا حق رکھتی ھے؟ نہیں وہ کیسے اِس مسجد میں جا سکتی" ہے۔ یہ تو نیک اور اللہ کے برگزیدہ بندوں کی جگہ ہے۔"اُس نے سوچا۔

گو وہ اپنے آپ کو نیک شمار نہیں کرتی تھی۔ مگر اُس نے خود کو گنہگار بھی تسلیم نہیں کیا تھا۔

نہیں وہ گنہگار تو نہیں تھی۔ وہ کس لحاظ سے گنہگار ہو گئی؟ وہ نماز نہیں پڑھتی تھی۔۔۔ تو کیا نماز نہ پڑھنے سے انسان گنہگار ہو جاتا ہے؟

نہیں۔ اللہ ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ اپنی عبادت نہ کرنے والوں کو گناہ گار بنا دے۔ میں نے تو سنا تھا کہ وہ بہت رحم کرنے والا ہے۔۔۔ اتنا کہ ہر رحم کرنے والے سے زیادہ رحیم۔

پھر بھلا وہ کیوں مجھ جیسی عام سی لڑکی کو گناہگار بنائے گا۔۔۔اُسے بھلا میری عبادت کی کیا ضرورت ہو گی۔اُسکی شان کو تو سبھی تسلیم کرتے ھیں۔پھر اِن عبادت "گزاروں اور ہم میں فرق کیوں رکھا گیا ھے؟ بھلا کیا فرق ہو گا ہم میں؟

جانے وہ کیسے اتنا سوچ رھی ھے۔۔۔اُس نے سوچا۔

یہ میں کیا سوچ رہی ھوں۔۔۔"وہ الجھتی نگاھوں سے مسجد کے بند دروازے کو ایک آخری بار دیکھ کر واپس پلٹی۔اُس نے ساری سوچوں کو،سب سوالوں کو بغیر جواب حاصل کیئے ذہن سے نکال دیا۔

آج بہت سی چیزوں بہت سے پہلوؤں سے وہ پہلی بار واقف ہوئی تھی۔

مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ جب انسان کسی شے سے واقف ہو جاتا ہے تو وہ چیز اُسکے پیچھے بار بار آتی ہے۔جیسے کہ یہ آنسو۔۔۔اور شاید۔۔۔۔یہ سوچیں بھی!

وہ غائب دماغی میں تھکی ٹانگوں سے چلتی رہی۔اور شاید اُسکا رُخ مہک کے اپارٹمنٹ کی طرف تھا۔

★★★★★

"وہ جیل میں ہے۔اُس کے خلاف کاروائی جاری ھے۔اور میں ایک لمحے کے لئے بھی اُسے آزاد گھومنے نہیں دوں گا۔اُس شخص کو اُسکے کئے کی سزا ضرور ملے گی۔"

سلطان چوہدری اپنے بھائی سے مخاطب مونچھوں کو تاؤ دینے لگے۔

عالم چوہدری گہری سوچ میں گم حقے کے کش لگانے میں مگن تھے۔

"حکیم شاہ بہت بزدل ہے سلطان میاں ____ لیکن اُسکا بیٹا شہیر شاہ۔۔۔۔وہ بزدل نہیں ھے۔"

"اور بزدل تو ہم بھی نہیں ھیں بھائی۔چاھیں تو ابھی اُن کے خاندان کا پتا صاف کر سکتے ھیں۔مگر ہم قاتل نہیں ھیں۔"

عالم چوہدری نے اُن کی بات پر چہرہ اُٹھا کر داد دینے والے انداز میں دیکھا۔

"اور تم اب بھی کہہ رہے ہو کہ ہم قاتل نہیں ہیں۔"

ہم قاتل نہیں ہیں بھائی____ قاتل وہ ہوتا ہے جو کسی بے گناہ کا قتل کرے۔"

اور آپ جانتے ہیں کہ حکیم شاہ کا کنبہ کس قدر گناہوں میں دھنسا ہوا ہے۔ کچھ ظاہری گناہ ہیں اور کچھ تو پوشیدہ بھی ہوں گے۔اور میں ایک وردی والا پولیس آفیسر ہوں جو سزا دینے کا مستحق بھی ہے۔"

سلطان نے اپنے چوڑے کندھوں کا دباؤ ذرا کم کیا۔

تم وردی والے ہو سلطان تو تمہیں چاہئے کہ اُن کے پوشیدہ گناہوں تک بھی" رسائی حاصل کرو۔اور سزا کے حقداروں کو سزا دو۔ تمہاری سزا پر مجھے کوئی شک بھی نہیں ہے۔"

عالم چوہدری نے اُن کے ہاتھ پر دباؤ ڈال کر کہا۔

آپ کو پتا ھے بھائی کہ میں جب کسی کو سزا دینا چاھوں تو مجھے ثبوتوں کی ضرورت "پیش نہیں آتی۔"

ھاں تم چاھو تو بنا کسی کا قصور جانے بھی اُسے سزا دے سکتے ھو۔اسد تمہارے بارے میں یہ کہتا ھے۔"اُنہوں نے کہہ کر ایک قہقہہ لگایا۔

ویسے بھائی فاطمہ خاتون نے اچھا نہیں کیا____بہت پچھتائیں گے آپ میں بتا رھوں ھوں آپ کو۔"اُن کی معنی خیزی کو عالم چوہدری سمجھ نہیں پائے تھے۔وہ استفہامیہ نظروں سے اُنہیں دیکھتے رھے۔

آپ نے اپنے بیٹوں کو اُن کے ننھیال کو سونپ دیا ھے۔احمد جبریل بہت کام کا شخص ہے۔فاطمہ خاتون کے نام نہاد بھائی ضائع کر دیں گے آپ کے دونوں بیٹوں کو۔"وہ چہرہ عالم چوہدری کے قریب کئے رازداری سے مخاطب ھوئے۔

عالم چوہدری نے ایک غیر آرام دہ سا پہلو بدلا تھا۔

"یہ کیا باتیں کر رہے ہو تم سلطان____ اسد اور احمد بچے نہیں ہیں۔ خود مختار ہیں دونوں، عقل رکھتے ہیں۔ اُن پر کوئی اپنی مرضی نہیں چلا سکتا۔ تم تو جانتے ہو اپنے خاندان کے لڑکوں کو۔۔۔۔ اُنہیں وہ شخص قطعی پسند نہیں جو اُن پر اپنی مرضی چلائے۔"

"بات تو آپ کی ٹھیک ہے بھائی لیکن ایک بار میرے نظریے پر بھی غور کیجیے گا شاید آپ کو کچھ سمجھ آجائے۔ اچھا ابھی چلتا ہوں۔ ابھی اور بھی بہت سے کیسز پر بحث بھی کرنی ہے۔"

وہ اُن کے دل میں اپنی بات ڈال کر روانہ ہو چلے۔

★★★★★

جاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔